تحریک جدید کے بقایادار ۳۱؍مئی ۱۹۴۰ءتک بقائے ادا کریں یا مُہلت لیں۔

(فرمودہ ۱۵؍دسمبر ۱۹۳۹ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

''تحریک جدید سالِ ششم کا تو مَیں اعلان کر چُکا ہوں لیکن مَیں اِس سلسلہ میں آج دوستوں کو اِس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایک خاصی تعداد ایسے دوستوں کی ہے جنہوں نے گزشتہ پانچ سالوں کے چندوں کے متعلق ابھی تک اپنے وعدوں کو پورا نہیں کیا۔ گو جس قدر تحریکیں اِس وقت تک ہوئی ہیں ان میں سے تحریک جدید ہی ایک ایسی تحریک ہے جس کے نادہندوں اور سُستی کرنے والوں کی نسبت چندہ ادا کرنے والوں کی نسبت بہت ہی کم ہے۔ یعنی جو لوگ نادہند ہیں اُن کی پانچ فیصدی سے دس فیصدی تک اوسط رہتی ہے بلکہ میرا خیال ہے شائد اِس سے بھی کم اوسط ہے مثلاً چوتھے سال میں قریباً ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ کے وعدے ہوئے اور ان ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ کا وعدہ کرنے والوں میں سے تین چار ہزار کا وعدہ کرنے والے فوت ہو گئے۔ باقی ایک لاکھ بائیس ہزار بلکہ ایک لاکھ بیس ہزار قابلِ وصول تھا کیونکہ غالباً وفات پانے والوں کے وعدوں کی رقم تین چار ہزار سے زیادہ بنتی تھی اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ دفتر والوں نے یہ اطلاع دی تھی کہ جو روپیہ وصول ہونے کے قابل ہے اُس میں سے

غالباً ایک لاکھ پندرہ ہزار کے قریب وصول ہؤا ہے۔ اِس کے علاوہ دو تین ہزار روپیہ کی ایسی رقم ہے جو یقینی طور پر وصول شُدہ ہے کیونکہ بعض نے اپنے چندہ کے عوض جائدادیں دے دی ہیں اور بعض نے ایسی ضمانتیں دے دی ہیں جن سے روپیہ وصول ہونا قریباً یقینی ہے اِس طرح اِس سال کی ادائیگی چار فیصدی کے قریب ہی کم رہ جاتی ہے لیکن بہرحال چار فیصدی کے قریب کمی ہو یا پانچ یا دس فیصدی کے قریب نادہندگی اور بلا وجہ نادہندگی عقل کے بالکل خلاف ہے۔ بعض چندے اِس قسم کے ہوتے ہیں کہ انسان ان کی وصولی کے لئے دوسروں کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور کہتا ہے ضرور چندہ دو مگر تحریک جدید کے ابتدا میں ہی مَیں نے اعلان کر دیا تھا کہ اِس میں چندہ لکھوانا انسان کی اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ جو شخص اپنے شوق اور اپنے اخلاص سے اِس میں حصّہ لینا چاہتا ہے وہ لے مگر جو شخص اپنی مرضی سے اِس میں حصّہ نہ لے اُسے ہم مجبور نہیں کرتے اور نہ کارکن کسی کو مجبور کریں کہ وہ ضرور اِس چندہ میں شامل ہو۔ اِسی طرح مَیں نے یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ اِس چندہ کا ادا کرنا بھی ہر شخص کی مرضی پر منحصر ہے اگر چندہ لکھوانے کے بعد کسی کے حالات بدل جائیں اور وہ چندہ ادا نہ کر سکے یا چاہے کہ آئندہ اِس تحریک میں بالکل حصّہ نہ لے تو وہ ہمیں لکھ دے کہ مَیں اِس تحریک میں شامل نہیں رہ سکتا میرا نام کاٹ دیا جائے۔ ہم اس کا وعدہ اپنے رجسٹر میں سے کاٹ دیں گے۔ پس جب کہ تحریک جدید میں چندہ لکھانا بھی ہر شخص کی مرضی پر منحصر ہے اور وعدہ کر کے اپنا نام رجسٹر سے کٹوا لینا بھی ہر شخص کے اختیار میں ہے اور جب کہ دونوں طرف انسان کا اپنا اختیار ہی کام کر رہا ہے تو ایسی صورت میں چار فیصدی کیا اگر ایک فیصدی کی کمی بھی رہتی ہے تو وہ لوگ جو اس کمی کا موجب بنتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور گنہگار ٹھہرتے ہیں۔ اِس لئے کہ جب چندہ لکھواتے وقت وہ اختیار رکھتے تھے کہ چاہیں تو لکھوائیں اور چاہیں تو نہ لکھوائیں اور جب چندہ لکھوا دینے کے بعد بھی وہ اختیار رکھتے تھے کہ چاہیں تو لکھ دیں ہمارے حالات بدل گئے ہیں اب ہم چندہ نہیں دے سکتے، ہمارا نام لسٹ میں سے کاٹ دیا جائے تو اُنہوں نے نادہند بننے کی بجائے وہ طریق کیوں نہ اختیار کیا جو اُن کے لئے کھلا تھا اور جسے اختیار کر کے وہ نادہند اور گنہگار بننے سے محفوظ رہ سکتے تھے۔ فرض کرو وفات یافتوں اور اُن کی موجودہ رقوم کو نکال کر ایک لاکھ بائیس ہزار روپیہ وصول ہونا ضروری تھا مگر وہ لوگ جنہیں

ادا کرنے کی توفیق نہیں تھی اُنہوں نے اپنے نام کٹوا لئے اور اِس طرح تین چار ہزار کی اور کمی ہوگئی تو دفتر حساب لگا کر کہہ سکتا ہے کہ اتنے لوگوں نے چونکہ اپنے نام کٹوا لئے ہیں اِس لئے اب اِس قدر وصولی ہوگی کیونکہ جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم چندہ نہیں دے سکتے ہمارا نام کاٹ دیا جائے ہم اُن کا نام دونوں طرف سے کاٹ دیتے ہیں۔ وعدہ کرنے والوں میں سے بھی اور نادہندوں میں سے بھی۔ اِس صورت میں دفتر والے یہ نہ کہتے کہ ایک لاکھ بائیس ہزار میں سے مثلاً ایک لاکھ اٹھارہ ہزار وصول ہؤا ہے بلکہ وہ یہ کہتے کہ ایک لاکھ اٹھارہ ہزار کے وعدے تھے اور ایک لاکھ اٹھارہ ہزار ہی وصول ہؤا۔ درحقیقت اگر کسی انسان کے حالات بدل جائیں اور وہ چندہ دینے کی طاقت نہ رکھے تو لازمی چندوں کی عدم ادائیگی کی صورت میں بھی اُس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا کُجا یہ کہ اُس چندہ کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ گنہگار بنے جو طوعی ہے۔ ہاں اگر کسی کی ایمانی حالت خراب ہو جائے تب بیشک وہ گنہگار ہوگا اِسی طرح فرائض کی صورت میں اگر وہ طاقت رکھتا ہؤا حصّہ نہیں لے گا تو گنہگار ہوگا لیکن ہمارا خدا اتنا تنگ دل نہیں کہ وہ کہے کہ خواہ تم میں کچھ بھی طاقت نہ ہو تب بھی تمہیں ضرور چندہ دینا پڑے گا۔ بعض شرائع بیشک ایسی ہیں جن میں اِس قسم کی سختی پائی جاتی ہے مگر اسلام میں نہیں۔ چنانچہ بعض مذاہب کی تعلیم یہ ہے کہ انسان کا جب تک بیٹا نہ ہو وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔ اب بتاؤ بیٹا پیدا کرنا کیا کسی انسان کے اختیار میں ہے؟ کسی انسان کے اختیار میں یہ بات نہیں کہ وہ بیٹا بنا سکے مگر بعض مذاہب میں یہ تعلیم موجود ہے۔ آخر اس کا علاج اُنہوں نے یہ سوچا کہ جن کے ہاں بیٹا نہیں ہوتا وہ لے پالک بنا لیتے ہیں اور بعض دفعہ چونکہ انسان لے پالک بنائے بغیر ہی فوت ہو جاتا ہے اِس لئے وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بغیر کسی کو لے پالک بنائے فوت ہو جائے اور اُس کی بیوی کِریا کرم سے پہلے پہلے کسی کو لے پالک بنا لے تو پھر بھی وہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔ یہ مصیبت اِسی لئے آئی کہ ایسا قانون بنایا گیا جو انسان کے اختیار میں نہیں۔ اِس کے مقابلہ میں اسلام کو دیکھو ہماری شریعت میں نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اتنی تاکید نظر آتی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا جو لوگ بِلا وجہ مسجد میں عشاء اور صبح کی نماز نہیں پڑھتے میرا جی چاہتا ہے کہ اپنی جگہ نماز کے لئے کسی اَور کو کھڑا کر دوں اور اپنے ساتھ بعض اور لوگوں کو لے کر ان کے سروں پر

لکڑیوں کے گٹھے رکھوں اور ان لوگوں کے مکانوں کو جا کر آگ لگا دوں جو عشاء اور فجر کی نماز پڑھنے مسجد میں نہیں آتے ۔[1] اتنا رحیم وکریم انسان جو کسی کی ذرا سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ اِس بارہ میں اتنی سختی کرتا ہے کہ چاہتا ہے اُن لوگوں کے مکانوں کو آگ لگا دے جو عشاء اور فجر کی نماز پڑھنے مسجد میں نہیں آتے کیونکہ جب کوئی مسلمان ہوتا ہے تو اپنی مرضی سے ہوتا ہے اور جب وہ اپنی مرضی سے اسلام کو قبول کرنے کے بعد اسلامی قیود کی پابندی نہیں کرتا اور نماز پڑھنے مسجد میں نہیں آتا تو وہ سزا کا مستحق ہے مگر اتنے اہم فریضہ کے متعلق بھی اسلام اجازت دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں بوجہ معذوری نہیں آ سکتا تو وہ گھر میں نماز پڑھ لے ۔ اِسی طرح یہ اجازت دی کہ اگر کوئی شخص گھر میں کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو وہ بیٹھ کر پڑھ لے ۔ الگ الگ نہیں پڑھ سکتا تو جمع کر کے پڑھ لے ۔ چنانچہ چار نمازیں ایسی ہیں جو دو دو جمع ہو سکتی ہیں ۔ ظہر عصر کے ساتھ اور مغرب عشاء کے ساتھ ۔ صرف صبح کی نماز ایسی ہے جو کسی اور نماز کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی ۔ پھر اگر کوئی بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو اُسے شریعت اِس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ لیٹے لیٹے اشاروں سے نماز پڑھ لے اور اگر اشاروں سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو شریعت اُسے اجازت دیتی ہے کہ وہ دل میں نماز پڑھ لے اور اگر وہ بے ہوش ہو جاتا ہے اور دل میں بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو اُس پر شریعت کوئی حُکم ہی عائد نہیں کرتی اور کہتی ہے کہ اِسے نماز معاف ہے ۔ تو دیکھو شریعت نے کس قدر نرمی کر دی حالانکہ یہ عبادت اِس قدر اہم ہے کہ اُس کو بِلا وجہ چھوڑ دینے والے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اِس بات کے مستحق ہیں کہ اُن کے گھروں کو آگ لگا دی جائے ۔ اِسی طرح زکوٰۃ کا حُکم ہے ۔ یہ حُکم بھی صرف طاقت رکھنے والوں کے لئے ہے ۔ ان کے لئے نہیں جو غریب اور کنگال ہیں ۔ اب اگر کوئی شخص کہے کہ مَیں زکوٰۃ نہیں دے سکتا تو وہ احمق ہوگا کیونکہ جو شخص طاقت رکھنے کے باوجود کہتا ہے کہ مجھ میں زکوٰۃ دینے کی طاقت نہیں وہ ویسی ہی بات کرتا ہے جیسے کوئی کہے کہ مَیں چل تو سکتا ہوں مگر مجھ میں چلنے کی طاقت نہیں یا پانی پی تو سکتا ہوں مگر مجھ میں پینے کی طاقت نہیں یا روٹی تو کھا سکتا ہوں مگر مجھ میں روٹی کھانے کی طاقت نہیں ۔ اِس کے پاس بھی دولت ہے ، مال ہے مگر وہ کہتا ہے کہ مَیں دے نہیں سکتا اِس کے صاف معنے یہ ہوں گے کہ وہ ایمان دار نہیں ۔ باقی رہا روزہ اور حج ۔ سو

روزہ کے متعلق تو شریعت نے کہہ دیا ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ اُن دنوں کی بجائے دوسرے دنوں میں روزہ رکھ لیا کرے اور اگر کوئی کمزوری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا مگر فدیہ دینے کی طاقت رکھتا ہے تو اُسے شریعت کہتی ہے کہ تم فدیہ دے دیا کرو اور اگر وہ فدیہ دینے کی بھی طاقت نہیں رکھتا اور اُس کی جسمانی حالت ایسی ہے کہ وہ ایک روزہ بھی نہیں رکھ سکتا تو چاہے وہ ساری عمر روزہ نہ رکھے اُس پر کوئی گناہ نہیں۔

اِسی طرح حج کے متعلق قرآن کریم نے مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا[۲] کی شرط عائد کر دی ہے اور مَنِ اسْتَطَاعَ میں صرف یہی شرط نہیں کہ تم تندرست ہو یا تمہارے پاس روپیہ کافی ہو بلکہ اگر تمہارے پاس حج کے لئے تو روپیہ ہے لیکن تم اپنے بعد اپنے بیوی بچوں کے لئے کوئی انتظام نہیں کر سکتے تب بھی تم پر حج فرض نہیں۔ تو استطاعت کا مفہوم صرف اِسی قدر نہیں کہ تمہاری اپنی صحت اچھی ہو اور اخراجات کے لئے تمہارے پاس کافی روپیہ ہو بلکہ جن کا گزارہ تمہارے ذمّہ ہے تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اُن کا بھی انتظام کر کے جاؤ اور اگر نہ کر سکو تو تم پر حج فرض نہیں۔

اِسی طرح جہاد اسلام کے نہایت ہی اہم احکام میں سے ہے اور اس کو اسلام نے اُن اُمور میں سے قرار دیا ہے جو روحانیت کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں مگر جہاد کو ارکانِ اسلام میں اِس لئے نہیں رکھا گیا کہ باقی احکام تو ہر زمانہ اور ہر حالت میں قابلِ عمل ہوتے ہیں مگر جہاد ایک ایسی چیز ہے جس کا اختیار دُشمن کے ہاتھ میں ہے ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ روزہ رکھنا ہمارے اپنے اختیار کی بات ہے، نماز پڑھنا ہمارے اپنے اختیار کی بات ہے، زکوٰۃ دینا ہمارے اپنے اختیار کی بات ہے اور حج کرنا بھی ہمارے اپنے اختیار کی بات ہے مگر ہمارا یہ اختیار نہیں کہ ہم جب جی چاہے دُشمن سے جہاد کر سکیں کیونکہ جہاد اسی وقت جائز ہوتا ہے جب دُشمن حملہ کرے اور اسلام کو مٹانے کے لئے کرے۔ تو چونکہ جہاد کا اختیار دُشمن کے ہاتھ میں ہے اِس لئے اسلام نے اِسے ان ارکانِ اسلام میں نہیں رکھا جن کی پابندی اُمت پر ہر وقت فرض ہے مگر جس وقت جہاد فرض ہو جاتا ہے اُس وقت وہ ویسی ہی اہمیت اختیار کر لیتا ہے جیسے نماز وغیرہ بلکہ بعض اوقات اِس کی اہمیت اِس سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ جہاد کے موقع پر جب خطرات زیادہ ہوتے ہیں، اسلامی شریعت نے نمازیں چھوٹی کر دی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق

احادیث سے ثابت ہے کہ بعض دفعہ آپ نے جہاد میں صرف ایک رکعت پڑھائی اور دوسری رکعت کے متعلق کہہ دیا کہ لوگ الگ الگ پڑھ لیں۔ بعض دفعہ آپ آدھے مسلمانوں کو ایک رکعت پڑھاتے اور وہ ایک رکعت پڑھ کر دُشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاتے اور جنہوں نے نماز ابھی نہیں پڑھی ہوتی تھی وہ آ کر دوسری رکعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ لیتے۔ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعت نماز ہو جاتی اور اُن کی ایک ایک اور ایک ایک وہ الگ پڑھ لیتے[۳] بلکہ بعض روایات سے تو یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ بجائے قبلہ رو کھڑے ہونے کے ایک حصّہ مسلمانوں کا دُشمنوں کی طرف مُنہ کر کے کھڑا رہا۔[۴]

تو جہاد کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ اِس میں نماز کے متداول طریق کو بھی توڑ دیا گیا ہے۔ اِسی طرح روزہ ہے۔ جہاد کی حالت میں اِس کی اہمیت بھی بدل جاتی ہے۔ چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جہاد پر تشریف لے گئے تو کچھ مسلمانوں نے روزے رکھ لئے اور بعض نے نہ رکھے۔ جب مقام پر پہنچے اور خیمہ لگانے کا وقت آیا تو وہ جنہوں نے روزے رکھے ہوئے تھے وہ تو تھک کر جا پڑے مگر جنہوں نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا وہ خوب ہمت سے کام کرنے لگ گئے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ دیکھا تو فرمایا آج روزہ داروں سے بے روزے ثواب میں بڑھ گئے ہیں۔[۵]

تو بعض اوقات جب جہاد واجب ہوتا ہے نماز اور روزہ کی ضرورتوں پر اُس کی ضرورت کو مقدم کر دیا جاتا ہے حتّٰی کہ یہاں تک حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جہاد کے لئے جا رہے تھے کہ آپ نے اُن مسلمانوں سے جو پیچھے رہ گئے تھے فرمایا عصر کی نماز میرے پاس آ کر پڑھنا۔ جب وہ تیار ہو کر روانہ ہوئے تو راستہ میں ہی عصر کا وقت ہو گیا اور آہستہ آہستہ مغرب کا وقت قریب آ گیا یہ دیکھ کر بعض صحابہ نے کہا کہ ہمیں عصر کی نماز پڑھ لینی چاہئے وقت جا رہا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ منشا تھوڑا تھا کہ خواہ عصر کا وقت گزر جائے پھر بھی میرے پاس آ کر عصر کی نماز پڑھنا مگر دوسروں نے کہا کہ ہم تو عصر کی نماز رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ہی جا کر پڑھیں گے خواہ سورج غروب ہو جائے۔ کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ میرے پاس عصر کی نماز آ کر پڑھنا۔

چنانچہ بعض نے تو نماز پڑھ لی اور بعض نے نہ پڑھی۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اُن لوگوں کا ذکر ہؤا جنہوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی تو آپ نے فرمایا اُنہوں نے ٹھیک کیا[۶] تو جہاد کی ضرورت کو مقدم رکھ لیا گیا اور نماز کو دوسرے وقت پر ڈال دیا گیا۔ ایک اور وقت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایسا آیا کہ آپ کو چار نمازیں جمع کرنی پڑیں۔ حالانکہ عام قاعدہ کے ماتحت چار نمازیں جمع ہو ہی نہیں سکتیں مگر اس دن ایسی لڑائی شروع ہوئی کہ ختم ہونے میں ہی نہ آئی اور سارا دن گزر گیا حتّٰی کہ ایک ایک رکعت پڑھنے کا بھی موقع نہ مِلا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طبیعت پر یہ امر بہت ہی گراں گزرا اور آپ نے فرمایا خدا ان کفار کا بُرا کرے کہ آج اُنہوں نے ہماری نمازیں خراب کر دیں [۷] تو جہاد کے لئے نماز کو دوسرے وقت پر ڈال دینا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہؓ کے عمل سے ثابت ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جہاد میں سخت مصروف ہونے کی وجہ سے ظہر کی نماز نہیں پڑھی، عصر کی نماز پڑھی، مغرب کی نماز نہیں پڑھی ہاں عشاء کے وقت سب کو جمع کر لیا۔ حالانکہ عام حالات میں چار نمازیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ یہی صحابہؓ کا طریقِ عمل تھا جسے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پسند فرمایا۔ چنانچہ اُنہوں نے شام کے وقت عصر کی نماز پڑھی۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ ہمارے پاس آ کر نمازِ عصر پڑھنا اور ان صحابہؓ نے بھی عہد کر لیا کہ ہم عصر پڑھیں گے تو وہیں پہنچ کر، پہلے نہیں پڑھیں گے۔ مگر جہاد اتنے اہم فریضہ کے متعلق بھی شریعت نے یہ اجازت دے دی کہ لولے لنگڑے اور اپاہج اگر اِس میں شامل نہ ہوں تو اُن پر کوئی الزام نہیں۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جہاد کے لئے تشریف لے گئے۔ صحابہؓ جو آپ کے ساتھ تھے اُنہوں نے بڑی بڑی تکالیف اُٹھائیں۔ راستہ میں وہ کہیں گٹھلیاں کھاتے، کہیں پتے کھا کر گزارہ کرتے۔ اِسی دوران میں وہ ایک وادیٔ پُرخار میں سے گزرے۔ اِس وقت ان کی حالت یہ تھی کہ ان کے پاؤں سے خون بہہ رہا تھا، ان کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور وہ سخت تکلیف کی حالت میں جا رہے تھے مگر اُن کے دل اس تکلیف کے ساتھ یہ فخر بھی محسوس کر رہے تھے کہ انہیں خدا تعالیٰ کے لئے قُربانی کرنے کا موقع مِلا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی طرف

دیکھا اور فرمایا مدینہ میں بیٹھے ہوئے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم جس وادی میں سے بھی گزرتے ہو اور تکلیفیں اُٹھا اُٹھا کر ثواب حاصل کرتے ہو وہ مدینہ میں بیٹھے ہوئے لوگ تمہارے اس ثواب میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! یہ کیا کہ قُربانیاں ہم کریں، تکلیفیں ہم اُٹھائیں اور ثواب میں وہ ہمارے شریک ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ یہ وہ معذور اندھے، لولے اور لنگڑے ہیں جو اِس لئے جہاد میں شامل نہیں ہوئے کہ انہیں جہاد میں شامل ہونے کا شوق نہیں تھا بلکہ اِس لئے وہ محروم رہے کہ وہ جہاد میں اپنی معذوری کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ پس وہ گھر بیٹھے دُکھ اُٹھا رہے ہیں اور اِس تصور سے غم زدہ ہو رہے ہیں کہ کیوں وہ جہاد میں شریک ہونے سے محروم رہے اور یہی غم ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور اُسی ثواب کا مستحق بنا رہا ہے جو تم کو حاصل ہؤا۔[8]

تو جس قدر اہم سے اہم احکام شریعت ہیں ان تمام میں اللہ تعالیٰ نے سہولت رکھی ہے جب تک کسی انسان کے اندر طاقت رہتی ہے اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو ادا کرے اور جب طاقت ختم ہو جائے تو اس پر کوئی ذمّہ داری عائد نہیں رہتی جب اہم احکام شرعیہ کا یہ حال ہے تو جو چندہ پہلے ہی لازمی نہ ہو اور جس میں حصّہ لینا انسان کے اپنے اختیار کی بات ہو اس میں اگر کوئی شخص حصّہ لیتے لیتے کسی وقت ایسی مُشکلات میں گرفتار ہو جاتا ہے کہ وہ آئندہ کے لئے اپنی شمولیت کو جاری نہیں رکھ سکتا تو اس کا حق ہے کہ وہ اپنا نام کٹوا لے اور گناہ سے بچ جائے۔ کیونکہ اس تحریک میں شمولیت بھی اختیاری ہے اور اِس میں سے نکلنا بھی اختیاری ہے۔ ہاں ہمارا فرض ہے کہ ہم دوستوں کو تحریک کرتے رہیں کہ وہ اِس میں حصّہ لیں۔ جیسے نوافل پڑھنے واجب نہیں مگر یہ تو نہیں کہ ہم دوسروں کو نوافل کی ادائیگی کی تحریک کرنی چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمارا کام یہی ہے کہ ہم تحریک کرتے رہیں تاکہ جو چست ہیں وہ ثواب حاصل کر لیں۔ پس اِس بارہ میں میرا تحریک کرنا یا دفتر والوں کا تحریک کرنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ ہم لوگوں کو مجبور کرتے ہیں۔ ہم کسی کو اِس میں حصّہ لینے کے لئے مجبور نہیں کرتے۔ ہاں ہمارا فرض ہے کہ ہم لوگوں کو تحریک کرتے رہیں جو لوگ ہماری تحریک پر اس میں حصّہ لیں گے اُنہیں ثواب مل جائے گا اور جو حصّہ نہیں لیں گے اُن پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

اِس تحریک میں اِس وقت تک پانچ ہزار چھ سو دوستوں نے حصّہ لیا ہے۔ حالانکہ ہماری جماعت لاکھوں کی ہے اِس کے یہ معنی نہیں کہ وہ لاکھوں آدمی گنہگار رہیں ممکن ہے ان میں سے کئی ایسے ہوں جنہیں اِس میں حصّہ لینے کی توفیق ہی نہ ہو۔ کئی ایسے ہوں جنہیں توفیق تو ہو مگر دل کی کمزوری کی وجہ سے وہ ڈرتے ہوں کہ اگر ہم نے وعدہ کیا تو ممکن ہے اسے پورا نہ کر سکیں اور اس طرح گنہگار ٹھہریں۔ اِسی طرح ممکن ہے بعض اَور حالات کی وجہ سے اِس تحریک میں حصّہ نہ لے رہے ہوں۔ مگر بہرحال وہ گنہگار نہیں کیونکہ اُنہوں نے کوئی وعدہ نہیں کیا مگر وہ ضرور گنہگار ہے جو پانچ ہزار چھ سو میں اپنا نام لکھاتا اور پھر نہ تو اپنے چندہ کو ادا کرتا ہے نہ مُہلت لیتا ہے اور نہ معافی لیتا ہے۔ دیکھو صحابہ میں نیکیوں میں حصّہ لینے کا کتنا جُوش پایا جاتا تھا۔ جس طرح آج تم یہاں جمعہ کے لئے جمع ہو اُسی طرح ایک دفعہ صحابہ مسجد میں جمعہ کے لئے جمع ہوئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور آپ نے خطبہ شروع کر دیا۔ جب آپ خطبہ فرما رہے تھے تو ایک شخص آیا جس کے جسم پر پورے کپڑے نہیں تھے صرف ایک کپڑا تھا اور وہ بھی پھٹا ہوا۔ جب وہ بیٹھنے لگا تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کیا تم نے سُنّتیں پڑھی ہیں؟ وہ کہنے لگا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! مَیں تو ابھی کام سے اُٹھ کر آیا ہوں سُنّتیں پڑھنے کا موقع نہیں مِلا۔ آپ نے فرمایا پہلے سُنّتیں پڑھو اور پھر بیٹھو۔ چنانچہ اُس نے سُنّتیں پڑھیں اور بیٹھ گیا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خطبہ میں صحابہ کو صدقہ وخیرات کی تحریک کی۔ شائد سردی کا موسم آیا ہوگا اور غرباء کو ضرورت ہوگی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ نے اُٹھ اُٹھ کر گھروں سے زائد کپڑے لانے شروع کر دیئے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے کپڑوں کا ڈھیر لگا دیا۔ آپ نے وہ کپڑے غرباء میں بانٹنے شروع کر دیئے۔ بانٹتے وقت آپ نے اُس آدمی کو بھی بُلایا اور فرمایا تمہارے پاس لباس نہیں۔ یہ دو چادریں لو ایک کا تہہ بند بنا لو اور ایک اوپر کا جسم لپیٹنے کے لئے رکھ لو۔ جب اگلا جمعہ آیا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ پڑھانے لگے تو پھر وہی شخص جلدی جلدی گھبرایا ہوا آیا۔ معلوم ہوتا ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلے وعظ پر جس قدر کپڑے اکٹھے ہوئے تھے وہ غرباء کی ضروریات کے لئے کافی نہ ہوئے تھے اور ابھی اَور کپڑوں کی ضرورت تھی۔ اِس لئے آپ نے خطبہ میں پھر صدقہ کرنے کی

تحریک کی اِسی دوران میں جب آپ نے اُس شخص کو آتے دیکھا تو فرمایا کیا سُنتیں پڑھ لی ہیں۔ اُس نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! مَیں تو ابھی آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا سُنتیں پڑھو اور پھر بیٹھو۔ چنانچہ وہ سُنتیں پڑھ کر بیٹھ گیا۔ جب آپ کی تقریر کے بعد چندہ جمع کرنے کا وقت آیا تو وہی شخص آگے بڑھا اور اُس نے ان دو چادروں میں سے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہی اُسے بطور صدقہ دی تھیں ایک چادر اُتار کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے رکھ دی اور عرض کیا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! یہ میری طرف سے چندہ ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دیکھ کر ہنس پڑے اور آپ نے فرمایا یہ ہم نے تم کو اپنا جسم ڈھانکنے کے لئے دی تھی تم پھر واپس کر رہے ہو۔ اُس نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! مَیں ثواب میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ثواب تمہیں مل جائے گا یہ چادر اُٹھاؤ اور اپنے پاس رکھو۔[9]

دیکھو یہ کس قدر دل پر اثر کرنے والا واقعہ ہے کہ ایک شخص کو ایک مجلس میں صدقہ کے طور پر کپڑا ملتا ہے اور وہ اسی کپڑے کو اِسی مجلس میں دوسرے موقع پر اپنی طرف سے بطور صدقہ پیش کر دیتا ہے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہتا ہے کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! یہ میری طرف سے چندہ ہے۔ تو صحابہؓ کے دلوں میں اِس بات کی بڑی اہمیت تھی کہ ضرور ہر نیک تحریک میں حصّہ لینا ہے۔ ہماری جماعت کو بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اِسی قسم کی تربیت ہے اور اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ اِس وقت دُنیا کے پَردے پر اَور کوئی جماعت ایسی نہیں جو مالی لحاظ سے ویسی قُربانی کر رہی ہو جیسی قُربانی ہماری جماعت کر رہی ہے۔ ہم کتنا ہی زجر کریں، کتنا ہی بعض لوگوں کا شکوہ کریں اِس سچائی کا انکار سوائے اندھے اور ازلی شقی کے اَور کوئی نہیں کر سکتا کہ اِس زمانہ میں اِس غریب جماعت سے زیادہ خدا تعالیٰ کے دین کے لئے قُربانیاں کرنے والا کوئی نہیں۔ ہم میں ہزاروں کمزوریاں ہیں، ہم میں ہزاروں عیب ہیں، ہم میں ہزاروں نقائص ہیں مگر باوجود ان نقائص کو تسلیم کرنے کے اِس میں کوئی کلام نہیں کہ دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں ہماری جماعت میں خدا تعالیٰ کے دین کے لئے ایسی بے نظیر قُربانیاں پائی جاتی ہیں کہ قریب زمانہ میں ان کی کوئی نظیر نظر نہیں آتی اور دُشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے مگر پھر بھی اِس فخر اور خوشی کی تکمیل کے جتنے مدارج ہوں ان کے حصول کے لئے کوشش کرنا ہمارا فرض ہے

اور خدا تعالیٰ کا مقرب بنانے کے لئے جن مجاہدات کی ضرورت ہے ان کی طرف جماعت کو متوجہ کرنا ضروری ہے۔

پس مَیں پھر جماعت کو اِس طرف توجہ دلا دیتا ہوں خصوصاً اُن لوگوں کو جو نادہند ہیں اور جن کی طرف تحریک جدید کا کئی کئی سال کا بقایا ہے کہ جب اُن کے لئے راستہ کھلا تھا کہ وہ اِس میں شامل نہ ہوں تو وہ کیوں شامل ہوئے اور جب اُن کے لئے اب بھی اِس بات کا راستہ کھلا ہے کہ وہ اپنا نام کٹوا لیں تو وہ اپنا نام کیوں نہیں کٹواتے؟

ہمیں اِس تحریک کے متعلق یہ نظر آتا ہے کہ اِس میں حصّہ لینے والوں کی تعداد پانچ ہزار کے اِردگرد چکر کھا رہی ہے۔ گویا اِس میں حصّہ لینے والوں کی تعداد اتنی ہی ہے جتنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف میں بیان ہوئی۔ اِس کے علاوہ بیسیوں رؤیا وکشوف اور الہامات اِس تحریک کے بابرکت ہونے کے متعلق لوگوں کو ہوئے۔ بعض کو رؤیا میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتایا کہ یہ تحریک بابرکت ہے، بعض کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ یہ تحریک بابرکت ہے اور بعض کو الہامات ہوئے کہ یہ تحریک بہت مبارک ہے۔

غرض یہ ایک ایسی تحریک ہے جس کے بابرکت ہونے کے متعلق بیسیوں رؤیا وکشوف اور الہامات کی شہادت موجود ہے۔ اِس کے علاوہ تحریک جدید کے واقعات اِس کشف سے بہت حد تک ملتے جلتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا اور جس میں بتایا گیا تھا کہ آپ کو پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا چنانچہ شروع سے اِس کی تعداد پانچ ہزار کے گرد چکر کھا رہی ہے مگر رؤیا سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ تعداد بھی ذرا مُشکل سے پوری ہوگی۔ چنانچہ رؤیا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص سے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا ایک لاکھ تو نہیں مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ تب آپ فرماتے ہیں مَیں نے کہا گو پانچ ہزار تھوڑے ہیں پر اگر خدا چاہے تو تھوڑے بُہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔[۱۰]

پس اس رؤیا کا جو انداز ہے اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانچ ہزار تعداد پوری تو ہوگی مگر ذرا مُشکل سے اور وہ مُشکل ہمیں اب نظر آنے لگ گئی ہے کہ کئی نادہند ہیں جنہوں نے کئی کئی سال سے چندہ دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے مگر ابھی تک اُنہوں نے اپنے وعدے کو پورا نہیں کیا۔ اگر یہ نادہند

نکل جائیں تو ہم اصل تعداد معلوم کر کے باقی جماعت کو تحریک کریں اور کہیں کہ بہادرو ذرا ہمت کرو اور اِس پانچ ہزار کی تعداد کو پورا کرو مگر اب ہم کسی صحیح فیصلہ پر نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ہمیں نظر تو یہ آتا ہے کہ تحریک جدید میں حصّہ لینے والے پانچ ہزار چھ سَو ہیں مگر ممکن ہے کہ وہ چار ہزار چھ سَو ہوں اور باقی نادہند ثابت ہوں۔

مَیں جیسا کہ پہلے بھی بتا چُکا ہوں اگر تحریک جدید میں حصّہ لینے والوں کی تعداد پانچ ہزار سے اوپر چلی جائے اور چھ ہزار کے قریب پہنچ جائے تب بھی پیشگوئی کے پورا ہونے میں کوئی نقص نہیں ہوسکتا کیونکہ پانچ اور چھ ہزار کے درمیان کوئی بھی تعداد ہو وہ پانچ ہزار ہی کہی جائے گی اور کسر کا حصّہ شمار نہیں ہوگا۔

پس اگر آٹھ نوسَو کے قریب زیادہ بھی ہو جائیں تب بھی کوئی حرج نہیں لیکن ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ پانچ ہزار کی بجائے چار ہزار نَو سَو یا چار ہزار نَو سَو ننانوے سپاہی حاصل ہوں۔ ہاں اگر پانچ ہزار نَو سَو یا پانچ ہزار نَو سَو ننانوے ہو جائیں تو یہ کشف کے خلاف نہیں ہوگا مگر یہ تمام مُشکل ہمیں نادہندوں کی وجہ سے پیش آ رہی ہے جن کے متعلق ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہماری لسٹ میں ہیں حالانکہ حقیقتاً ہماری لسٹ میں نہیں ہوتے۔ اگر وہ نکل جائیں تو ہمیں پتہ لگ جائے کہ ہمیں اِس غرض کے لئے کتنی محنت اور کرنی چاہیئے۔

پس جس قدر نادہند ہیں وہ تحریک جدید کے کام میں روک بن رہے ہیں۔ اِس لئے یا تو وہ اپنے اپنے چندہ کو ادا کر دیں اور یا اپنے نام ہمارے رجسٹر میں سے کٹوا لیں تا جماعت کے دوسرے باہمت دوستوں کی طرف ہم توجہ کریں۔ اِسی طرح جو سال ختم ہوگیا ہے اُس کی میعاد گو ۳۰؍نومبر تک ہی تھی مگر پھر بھی جن دوستوں کے وعدے ابھی پورے نہیں ہوئے اُنہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ۳۱؍جنوری تک اپنے وعدوں کو پورا کر دیں۔ پس آج مَیں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جن دوستوں کے ذمہ تحریک جدید کے گزشتہ چار سال میں سے ایک یا ایک سے زیادہ سالوں کا چندہ ابھی واجب الادا ہے وہ یا تو اپنے وعدوں کو جلد سے جلد پورا کریں اور اگر وہ اپنے وعدوں کو پورا نہیں کر سکتے تو یا ہم سے معافی لے لیں یا اپنے نام کٹوا لیں تاکہ نہ تو وہ خود گنہگار بنیں اور نہ صحیح لسٹ کے متعلق ہمیں کوئی دھوکا لگے۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہماری نیت دینے کی ہے مَیں سمجھتا ہوں یہ محض ان کے نفس کا دھوکا ہے ورنہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اُن کی نیت دینے کی ہوتی اور سالوں گزر جاتے اور ان کی نیت پوری نہ ہوتی۔ بہرحال دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو اُن کی نیت ہی درست نہیں یا یہ ہے کہ اُنہیں توفیق ہی نہیں کہ وہ وعدہ کو پورا کرسکیں۔ اگر دوسری صورت ہے تو انہیں چندہ لکھوانے کا کوئی حق نہ تھا اور اگر چندہ لکھوانے کے بعد ان کی مالی حالت خراب ہوئی ہے تو اُن کا کوئی حق نہیں کہ وہ معافی نہ لے لیں اور صرف اِس خیال میں رہیں کہ ہماری نیت دینے کی ہے جو نیت حالات کے خلاف ہوتی ہے وہ تو کوئی قیمت نہیں رکھتی۔ اگر خالی نیت سے ہی کام چل سکتا ہے تو پھر انہیں پانچ دس روپیہ لکھوانے کی کیا ضرورت تھی وہ جرمنی یا روس کا مُلک ہی چندۂ تحریک میں بخش دیتے۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ گو روس اور جرمنی ہمارے قبضہ میں نہیں لیکن خدا تعالیٰ کو تو طاقت ہے کہ وہ یہ مُلک ہمارے حوالہ کر دے۔ پس ہم نے یہ نیت کر لی ہے کہ جب وہ مُلک ملیں گے ہم تحریک کے چندہ میں ادا کر دیں گے مگر اِس قسم کے ہوائی قلعے تیار کرنے اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ میرے نزدیک تو ایسے لوگوں کی نیت اور ان کے وعدے ایسے ہی ہیں جیسے کہتے ہیں کہ کوئی راجہ سخت بخیل تھا۔ ایک دن اُس کے دربار میں کوئی برہمن چلا گیا اور کہنے لگا مجھے پُن [11] دیجئے۔ راجہ تو بخیل تھا ہی اُس کا ولی عہد اُس سے بھی زیادہ بخیل تھا۔ جب برہمن نے پُن مانگا تو راجہ سخت گھبرایا کہ اب مَیں کیا کروں کیونکہ برہمن کو کچھ نہ دینا اُس کے وقار کے سخت خلاف تھا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا اور سوچتے سوچتے اُسے یاد آیا کہ پچھلے سال سرکاری گلّے میں سے ایک گائے گُم ہوگئی تھی وہی اِسے دے دیں۔ چنانچہ وہ وزیر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا وزیر صاحب! برہمن صاحب پُن مانگتے ہیں اِنہیں ہم وہ گائے دیتے ہیں جو پچھلے سال ہمارے گلّے میں سے گُم ہوگئی تھی۔ یہ اسے ڈھونڈ لیں تو وہ ان کی ہوگئی۔ لڑکے نے جب یہ بات سُنی تو اُسے فکر ہوا کہ شائد یہ برہمن اُس گائے کو تلاش ہی کر لے۔ وہ کہنے لگا والد صاحب! پچھلے سال کی گمشدہ گائے آپ اسے کیوں دیتے ہیں اِسے وہ گائے کیوں نہ دے دی جائے جو پرار سال مَر گئی تھی۔ تو یہ تو ویسا ہی وعدہ ہے۔ وعدہ کا وقت گزر جاتا ہے دوسرا سال بھی شروع ہو جاتا ہے مگر اُن کا وعدہ پورا ہونے میں ہی نہیں آتا۔ مَیں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں کہ تم خواہ مخواہ گنہگار

کیوں بنتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ تم لیت ولعل کرتے ہو یا واقع میں تمہیں ادا کرنے کی توفیق نہیں ۔ یا تم نے محض لوگوں کی واہ واہ کے لئے اپنا نام لکھا دیا تھا اور تم نے سمجھا کہ چلو دس سال تک تحریک جدید کی لسٹ میں ہمارا نام تو آتا رہے گا نہ ادا ہوا نہ سہی ۔ ان تمام باتوں کو خدا جانتا ہے اور خدا کے ساتھ ہی تمہارا معاملہ ہے ۔ اگر تم توفیق کے باوجود ادا نہیں کرتے تو تم گنہگار رہو اور یہ گناہ بعض کو دو سال سے ہو رہا ہے، بعض کو تین سال سے ہو رہا ہے اور بعض کو چار سال سے ہو رہا ہے ۔ اِسی طرح اگر تم کو ظاہری حالات کے مطابق توفیق نہیں اور توفیق ملنے کے آثار بھی نظر نہیں آتے تو تم کیوں ہمت نہیں کرتے اور اپنا نام لسٹ میں سے کٹوا کر سلیٹ کو صاف نہیں کر لیتے ؟ اس طرح تم گناہ سے بھی بچ جاؤ گے اور ہم بھی صحیح طور پر اندازہ لگا سکیں گے کہ کتنے لوگ اِس تحریک میں شامل ہیں ۔

پس مَیں تحریک جدید کے تمام بقایا داران سے کہتا ہوں کہ اپنے اپنے بقائے ادا کرو اور اگر تم بقائے ادا نہیں کر سکتے تو معافی لے لو اور اپنا نام لسٹ میں سے کٹوا لو لیکن چونکہ عام رنگ میں بات کہہ دینے سے بعض دفعہ فوری طور پر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا اِس لئے مَیں اب یہ اصول مقرر کر دیتا ہوں کہ پہلے چار سالوں کے تمام بقایا داران کو ۳۱ رمئی تک مہلت دی جاتی ہے ۔ ۳۱ رمئی تک جو لوگ اپنے بقائے ادا نہیں کریں گے سوائے ان کے جو مہلت لے لیں یا دفتر کی منظوری سے ادائیگی کا کوئی وقت مقرر کر دیں اُن کے نام لسٹ میں سے کاٹ دیئے جائیں گے اور مَیں دفتر کو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ تمام بقایا داران کے بقائے نکال کر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ چٹھی لکھ دے جس میں یہ ذکر ہو کہ آپ کے ذمہ تحریک جدید کا فلاں فلاں سال کا اتنا بقایا ہے ۔ ۳۱ رمئی تک ہم آپ کو مہلت دیتے ہیں اِس عرصہ میں اگر آپ اپنا وعدہ پورا کر دیں گے تو آپ کا نام اِس لسٹ میں رہے گا ورنہ ہم سمجھیں گے کہ آپ نادہند ہیں اور ہم اِس بات پر مجبور ہوں گے کہ آپ کا نام اپنی لسٹ میں سے کاٹ دیں ۔ معافی کے طور پر نہیں بلکہ مجرم کے طور پر مگر اس میں وہ شامل نہیں جنہوں نے مہلت لے لی ہے یا آئندہ مہلت لے لیں ۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو حالات کے مطابق مزید مہلت لے لیتے ہیں ۔ ایسے لوگ گنہگار نہیں کیونکہ اُنہوں نے دلیری سے کام لیا اور کہہ دیا کہ ہمیں فلاں مجبوری تھی جس کی وجہ سے ہم وعدہ پورا نہ کر سکے ۔

اب فلاں وقت تک مہلت دی جائے۔ پس یہ نوٹس مُہلت دینے والوں کونہیں بلکہ اُن لوگوں کو بھیجا جائے گا جو نہ تو مہلت لیتے ہیں نہ معافی لیتے ہیں اور نہ ہی چندہ ادا کرتے ہیں۔ ایسے تمام لوگوں کے متعلق مَیں اعلان کرتا ہوں اور دفتر کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ ہر ایک کو چِٹھی لکھ دے بلکہ اگر ہو سکے تو رجسٹری خط بھیجے تا کسی کو یہ اعتراض نہ رہے کہ مجھے خط نہیں مِلا تھا اور سب بقایاداران کو اطلاع دے دے کہ یا تو ۳۱ رمئی تک آپ اپنی اپنی رقوم ادا کر دیں اور اگر مُہلت لینا چاہیں تو مُہلت لے لیں ورنہ اگر نہ تو آپ نے مہلت لی اور نہ ۳۱ رمئی تک چندہ ادا کیا تو لسٹ میں سے آپ لوگوں کا نام خارج کر دیا جائے گا اور سمجھا جائے گا کہ آپ نے محض جھوٹی عزت کے لئے اپنا نام لکھا دیا تھا۔ آپ کی نیت یہ نہیں تھی کہ قُربانی کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔

ایسے نادہندوں کی مثال بالکل ویسی ہی ہے جیسے مثنوی رومی میں لکھا ہے کہ کوئی شخص تھا جب وہ اپنے دوستوں میں بیٹھتا تو بڑی بڑیں ہانکا کرتا اور اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے عجیب عجیب باتیں کرتا۔ اِس کی عادت تھی کہ اس نے گھر میں دُنبے کی چکی کی چربی رکھی ہوئی تھی جب باہر آتا تو تھوڑی سی چربی مونچھوں پر مل لیتا جب لوگ اُس سے پوچھتے کہ یہ آپ کی مونچھوں پر چربی کیسی لگی ہوئی ہے تو کہتا آج دنبے کا پلاؤ کھا کر آیا ہوں۔ حالانکہ بھوک سے اُس کی آنتیں قل ھواللہ پڑ رہی ہوتی تھیں۔ کچھ مدت تو بڑا چرچا رہا کہ فلاں شخص بڑا خوش خور اور اچھی حیثیت کا آدمی ہے۔ ہر روز دُنبے کا پلاؤ اور مرغن کھانے کھاتا ہے مگر ایک دن وہ اپنے دوستوں میں بیٹھا ہوا بڑیں ہانک رہا تھا کہ اُس کا لڑکا روتا ہوُا آیا اور کہنے لگا ابّا وہ چھوٹی سی چربی کی ڈلی جو آپ اپنی مونچھوں پر ملا کرتے تھے چیل اُٹھا کر لے گئی ہے۔ اِس طرح اُس کا سارا تکبر ٹوٹ گیا۔ یہی حال اُن نادہندوں کا ہے اور اگر وہ وعدہ پورا کر کے یا معافی لے کر حساب صاف نہ کریں گے تو مَیں ڈرتا ہوں کہ یہی حال اُن کا ہوگا۔ وہ جھوٹی عزت حاصل کرنے کے لئے تحریک جدید میں شامل ہو گئے ہیں ورنہ دراصل وہ تحریک جدید کی ہتک کرنے والے ہیں اور اُن لوگوں کی صف میں ان کا کھڑا رہنا جو دس سال تک خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے اَور چندوں کے علاوہ تحریک جدید کا چندہ بھی ادا کرتے چلے جائیں گے خواہ عارضی

طور پر ہی کیوں نہ ہو بہت بڑی ہتک کا موجب ہے اور اب ایسے تمام لوگوں کو مَیں نے نوٹس دے دیا ہے کہ اگر وہ ۳۱ رمئی تک اپنی واجب الادا رقوم ادا کر دیں گے تو ہم سمجھیں گے کہ وہ تحریک جدید کی مالی قُربانی میں حصّہ لینے والوں میں شامل رہنا چاہتے ہیں اور اگر اُنہوں نے بقائے ادا نہ کئے تو اُن کے متعلق یہ سمجھا جائے گا کہ وہ اس گروہ میں شامل نہیں رہنا چاہتے اور اُنہوں نے محض جھوٹی عزت اور جھوٹے فخر کے لئے نام لکھا دیا تھا۔ پس وہ اس قابل نہیں ہوں گے کہ اُن کا نام عارضی طور پر بھی اِس لسٹ میں رہ سکے۔ ہاں جو لوگ مہلت لینا چاہیں وہ لے سکتے ہیں۔

اسی طرح اب جو سال ختم ہوا ہے یعنی تحریک جدید کا پانچواں سال اِس کے بقایا داران کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ادائیگی کی فکر کریں اور جیسا کہ مَیں نے کہا ہے انہیں کوشش کرنی چاہئے کہ وہ ۳۱ رجنوری تک اپنے بقایوں کو صاف کر دیں اور اگر ۳۱ رجنوری تک ادا نہ کر سکتے ہوں تو مزید مہلت لے لیں۔ غیر ممالک کے لئے آخری میعاد جون تک ہے۔ گو اِس سال باہر کی جماعتوں نے بھی کوشش کی ہے کہ ہندوستان کی جماعتوں کے ساتھ ہی اپنے وعدوں کو پورا کر دیں جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا ایک دوست نے افریقہ سے بذریعہ تار روپیہ بھجوایا۔ اس کے بعد ان کا خط آیا کہ میرے پاس روپیہ نہیں تھا مگر میعاد ختم ہو رہی تھی۔ مَیں نے بعض دوستوں سے ذکر کیا کہ مَیں اِس سال ثواب سے محروم رہا جا رہا ہوں مجھے کچھ قرض دیا جائے تا کہ مَیں یہ رقم ادا کر دوں۔ چنانچہ ان سے قرض لے کر مَیں نے تار کے ذریعہ روپیہ بھجوایا تا کہ وقت کے اندر پہنچ سکے۔ اِسی طرح امریکہ کے دوستوں نے بھی چندہ وقت پر ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ ابھی چند دن ہوئے امریکہ کے نو مسلموں کی طرف سے پونے چار سو روپیہ کا چیک تحریک جدید کے چندہ کے طور پر آیا جس سے مَیں سمجھا کہ ان کی کوشش یہی تھی کہ ہندوستان والوں کے لئے چندہ کی جو آخری تاریخ مقرر ہے اُس تاریخ کے اندر اندر ان کا وعدہ بھی پورا ہو جائے۔ پس پانچویں سال کے بقایا داران کو چاہئے کہ وہ ۳۱ رجنوری تک اپنا وعدہ پورا کرنے کی انتہائی کوشش کریں اور اگر وہ مزید مہلت لینا چاہیں تو مزید مہلت لے لیں اور جن کے ذمہ ابھی تک پہلے چار سالوں کا بھی بقایا ہے۔ دفتر کو چاہئے کہ ان تمام کو رجسٹری چٹھیاں بھجوا کر نوٹس دے

دے کہ آپ لوگوں کو ۳۱؍مئی تک مہلت دی جاتی ہے۔ اس عرصہ تک یا تو اپنے چندوں کو پورا کریں اور اگر نام کٹوانا چاہیں تو نام کٹوا لیں۔ اگر ۳۱؍مئی تک نہ تو وہ اپنی رقوم کو ادا کریں گے اور نہ دفتر سے مزید مہلت حاصل کریں گے تو ان کے نام رجسٹر میں سے کاٹ دیئے جائیں گے اور سمجھا جائے گا کہ اُنہوں نے صرف جھوٹے فخر اور جھوٹی عزت کو حاصل کرنا چاہا تھا۔ ان کا منشا اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے قُربانی کرنے کا نہیں تھا۔ اِس کے بعد مَیں نئے سال کی تحریک کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ مَیں نے پہلے بھی یہ کہا ہؤا ہے اور اب پھر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو قریب عرصہ میں برسرِ روزگار ہوئے ہوں یا اُنہیں کوئی اَور کام مِلا ہو جس سے وہ روپیہ کمانے لگ گئے ہوں وہ اب بھی تحریک جدید میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اِسی طرح وہ جن کی اب پوزیشن بڑھ گئی ہے اور پہلے سے انہیں اللہ تعالیٰ نے زیادہ وسعت عطا فرما دی ہے وہ بھی اگر پہلے شامل نہ تھے تو اب تحریک جدید میں شامل ہو سکتے ہیں اور انہیں چاہئے کہ جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وسعت دی ہے تو وہ تحریک جدید کے ثواب سے محروم نہ رہیں۔

ایک دوست نے سوال کیا ہے اور وہ میرے نزدیک نہایت ہی معقول ہے کہ مَیں نے تحریک جدید کے پہلے تین سالوں میں اپنی طاقت اور ہمت سے بہت زیادہ حصّہ لیا حتّٰی کہ میرے پاس جس قدر اندوختہ تھا وہ مَیں نے دے دیا مگر اب میری حیثیت ایسی نہیں کہ مَیں دوسرے سالوں میں بھی پہلے معیار کو قائم رکھ سکوں مگر اِس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مَیں ادنیٰ ہو جاتا ہوں اور وہ جنہوں نے ابتدائے تحریک سے بہت معمولی چندہ دے کر شمولیت اختیار کی تھی اور پھر اُس پر تھوڑا تھوڑا اضافہ کرتے رہے وہ سابقون میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ اعتراض میرے نزدیک بہت معقول ہے اور مَیں جانتا ہوں کہ بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے شروع سے چندہ کم لکھوایا اور بعض ایسے ہیں جنہوں نے پہلے تین سالوں میں بہت زیادہ چندہ لکھوا دیا اور اب ان کے لئے یہ مُشکل ہے کہ وہ اپنے معیار کو آئندہ سالوں میں قائم نہیں رکھ سکتے۔ مثلاً ایک شخص کی پچاس ساٹھ روپیہ تنخواہ ہے وہ پہلے سال بیس لکھوا دیتا ہے، دوسرے سال پچیس، تیسرے سال تیس اور اِسی طرح ہر سال تھوڑا تھوڑا اضافہ کرتا چلا جاتا ہے وہ تو اپنے طریق کو آئندہ بھی جاری رکھ سکتا ہے لیکن بعض ایسے ہیں کہ ان کی تنخواہ تو مثلاً پچاس روپیہ تھی مگر جب اُنہوں نے

یہ تحریک سُنی تو اس سے متاثر ہو کر اُنہوں نے آٹھ دس سال کا اندوختہ جو تین سَو روپیہ کے قریب تھا تین سالوں میں بھجوا دیا۔ پہلے سال مثلاً سَو بھجوا دیئے پھر دوسرے سال سَو بھجوا دیئے اور جو کچھ باقی رہا وہ تیسرے سال بھجوا دیا اور ان کا اندوختہ سب ختم ہو گیا۔ اب ان کے اندر یہ طاقت نہیں کہ وہ ہر سال سَو روپیہ یا اس پر کچھ اضافہ کر کے دیں کیونکہ اُنہوں نے پہلے جو سَو روپیہ ہر سال دیا تھا وہ اپنے جمع کردہ روپیہ میں سے دیا تھا ورنہ ان کی ماہوار آمد ایسی نہ تھی کہ وہ اس بوجھ کو برداشت کر سکتے۔ اب ایسے لوگ اگر آئندہ سالوں میں ان قواعد کے مطابق جو سابقون کے متعلق ہیں حصّہ نہیں سکتے تو وہ سابقون کی لسٹ میں سے نکل جاتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے کم قُربانی کی تھی وہ سابقون کی لسٹ میں آ جاتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قُربانی انہوں نے زیادہ کی تھی نہ اُنہوں نے جو شروع سے تھوڑا تھوڑا حصّہ لیتے رہے اور پھر اِس پر معمولی اضافہ کرتے رہے۔ مَیں ایسے لوگوں کے متعلق کوئی تجویز سوچ رہا ہوں۔ اب بھی میرے علم میں کوئی ایسا واقعہ آتا ہے تو مَیں اِس شخص کو سابقون کی لسٹ میں ہی شامل کرانے کی کوشش کرتا ہوں۔ چنانچہ بعض جگہ ہم ایسے لوگوں کے چندہ کو کئی سالوں میں پھیلا دیتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ان کی قُربانی ان لوگوں سے بہت زیادہ ہے جو تحریک جدید میں معمولی حصّہ لے کر سابقون کی فہرست میں آئے ہوئے ہیں۔

یہ دوست جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے بہت ہی اخلاص سے قُربانی کرنے والے ہیں۔ سال پنجم کا روپیہ وہ جلدی ادا نہیں کر سکے تھے۔ میعاد ختم ہونے میں ایک دن رہتا تھا کہ انہیں کہیں سے روپیہ دستیاب ہو گیا اُنہوں نے اپنی جماعت کے سیکرٹری کو تلاش کیا مگر وہ نہ مِلا، منی آرڈر بھیجنے کا کوئی وقت نہ تھا وہ اسی وقت گاڑی پر سوار ہو کر قادیان آئے اور اُنہوں نے میعاد ختم ہونے سے پہلے پہلے اپنا چندہ داخل کرا دیا۔ اب وہ اِسی مُشکل میں مُبتلا ہیں کہ شروع میں ان کے پاس جس قدر اندوختہ تھا وہ انہوں نے تحریک جدید میں دے دیا لیکن اب وہ اِس معیار کو قائم نہیں رکھ سکتے اُنہوں نے ہی یہ سوال اُٹھایا ہے اور ان کے علاوہ بھی بعض اَور دوستوں نے پوچھا ہے جس کا اصل جواب تو یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور سابقون کی لسٹ میں شامل ہیں۔ اگر ہمارے رجسٹر میں وہ سابقون کی لسٹ میں شامل نہیں تو کیا ہؤا۔ یہ ہو سکتا تھا کہ ہم آخر میں

ہر شخص کی ماہوار آمد کی ساتھ ہی لسٹ دے دیتے۔ اِس طرح یہ بات تاریخی طور پر محفوظ ہو جاتی کہ فلاں شخص گو یہ بظاہر اِس میعار پر پورا نہیں اُترا لیکن حقیقت میں اِس کی قُربانی اِس معیار پر پورا اُترنے والوں سے زیادہ ہے مگر اِس تجویز میں بھی مُشکلات ہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کی دوسَو روپیہ ماہوار آمد ہے اور پچاس آدمیوں کا بوجھ اُس کے سر پر ہے جن کا گزارہ اِسی روپیہ میں سے ہوتا ہے اور ایک اَور شخص ہے جس کی گو ۲۵ روپیہ تنخواہ ہے مگر وہ اکیلا ہے اِس طرح ممکن ہے دوسَو روپیہ والا کم قُربانی کرے اور ۲۵ روپے والا زیادہ حالانکہ دوسَو روپے والا کم قُربانی پر مجبور ہوگا اور اس کی تھوڑی قُربانی بھی زیادہ اہمیت رکھنے والی ہوگی۔ پس یہ تجویز بھی کوئی ایسی مکمل نہیں۔ بہرحال مَیں اِس پر مزید غور کر کے اِس بارہ میں کوئی فیصلہ کروں گا اور جس حد تک ان کی دلجوئی ہوسکے گی ان کی دلجوئی کرنے کی کوشش کروں گا۔☆

آخر میں مَیں زمیندار دوستوں کو بھی تحریک جدید کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ پچھلے دس پندرہ سال زمینداروں کے گھر خاک اُڑتی رہتی تھی اور شہری آرام میں تھے مگر اب شہری تکلیف میں ہیں اور زمیندار آرام میں ہیں۔ جنگ کی وجہ سے روز بروز اشیاء کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ کُجا تو یہ حال تھا کہ سَوا روپیہ من گندم بکا کرتی تھی اور کُجا اب ہوتے ہوتے چار روپیہ من کے قریب پہنچ گئی ہے اور ابھی چار روپیہ من سے بھی زیادہ تیز ہوگی۔ اِسی طرح گنے کی قیمت دُگنی ہوگئی ہے، کپاس کا بھاؤ بھی دوگنے کے قریب بڑھ گیا ہے۔ پس وہ زمیندار جو ترستے تھے اور کہتے تھے کاش ہمارے پاس روپیہ ہوتا اور ہم تحریک جدید میں حصّہ لے سکتے، اب ان کو بھی خدا تعالیٰ نے موقع دیا ہے انہیں چاہئے کہ وہ ان فراخی کے ایّام سے فائدہ اُٹھائیں اور ثواب کا یہ موقع رائیگاں نہ جانے دیں بلکہ اگر ہو سکے تو پچھلی کمی کو بھی پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر جنگ نے طول پکڑا اور جیسا کہ حالات سے ظاہر ہو رہا ہے یہ جنگ لمبی چلے گی تو لازماً قیمتیں اِس سے بھی زیادہ بڑھ

☆ خطبہ کو درست کرتے وقت مَیں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ عام قاعدہ اِس بارہ میں کوئی نہیں بنایا جاسکا۔ ہاں جن دوستوں کو یہ مُشکل پیش آتی ہو وہ دفتر میں اطلاع کر دیں۔ ہر ایک کے معاملہ پر الگ الگ غور کر کے جہاں تک ان کی جائز مُشکلات میں ان کو ملحوظ رکھا جائے گا اور ان کا حق دلانے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

جائیں گی۔ پچھلی دفعہ جنگ میں گندم آٹھ روپیہ من تک پہنچ گئی تھی اور کپاس ستّر روپیہ من تک اور گو یہ بہت زیادہ اندھیر تھا جس کی طرف اُس وقت گورنمنٹ نے توجہ نہ کی مگر اِس جنگ میں غالباً گورنمنٹ توجہ کرے گی اور اِس قدر قیمتیں بڑھنے نہ دے گی مگر بہرحال جنگ کے دنوں میں اشیاء کا نرخ اچھا خاصہ بڑھ جائے گا اور گو گورنمنٹ نرخ کو گرا کر بھی رکھے تو بھی زمینداروں کو دوگنا سے لے کر سہ گنا تک قیمت مل جایا کرے گی۔ پس ان کو بھی خدا تعالیٰ نے اب موقع دیا ہے کہ وہ اپنے دل کی حسرت نکالیں اور تحریک جدید میں حصّہ لیں۔ مبارک ہیں وہ جو خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔'' (الفضل ۲۱ر دسمبر ۱۹۳۹ء)

۱؎ صحیح ابن خزیمة کتاب الصلوٰة باب ذکر اثقل الصلوٰة علی المنافقین مطبع المکتب الاسلامی بیروت مطبوعہ ۲۰۰۳ء

۲؎ اٰل عمران: ۹۸

۳؎ صحیح بخاری کتاب الخوف باب صلوٰة الخوف

۴؎ مجمع الزوائد کتاب الصلوٰة باب صلوٰة الخوف

۵؎ صحیح مسلم کتاب الصیام باب اجر المفطر فی السفر اذا تولی العمل

۶؎

۷؎ مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوٰة باب فی الرجل یتشاغل فی الحرب او نحو کیف یصلّی

۸؎ سنن ابن ماجه کتاب الجهاد باب من حسبه العذر

۹؎

۱۰؎ تذکرة صفحہ ۱۷۷، ۱۷۸۔ ایڈیشن چہارم

۱۱؎ پُن: عطا۔ خیرات۔ صدقہ۔ دان